علمی مضامین سلسلہ نمبرا

آفاقی دین .... صرف اِسلام

﴿ حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

"خانقاہِ حامدیہ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تاحال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

﴿ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ﴾ (اعراف : ۱۵۸)

کَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی ھِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ (بخاری)

سیّد الانبیاء فخر موجودات محمد رسول اللہ ﷺ نے شہنشاہِ رُوم (ہرقل) کو لکھا تھا

" اِسلام لے آؤ ہر طرح کی سلامتی پالو گے "

آپ نے تحریر فرمایا اِس بنیادی اُصول کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان ایک طور پر تسلیم شدہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے ایک اِنسان دُوسرے اِنسان کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرے کہ گویا خدا کو چھوڑ کر اُسے اپنا پروردگار بنالیا ہے۔

کیا اِسلام ایک فرقہ ہے :

اِنصاف پسند شریف اِنسانوں کی عدالت میں بہت سے مقدمے پیش ہوتے ہیں اور اِنصاف حاصل کرتے ہیں آج ہم لفظ ''اِسلام'' کا مقدمہ پیش کر رہے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ ہم اِنصاف حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

شکوہ :

بہت بڑا ظلم یہ ہے کہ جو لفظ اِس لیے منتخب کیا گیا تھا کہ فرقہ واریت گروہ بندی اور قوم پرستی کے مقابلہ میں اَمن، سلامتی، میل جول اور شانتی کی عملی تصویر دُنیا کے سامنے پیش کرے، اِس کو فرقہ وارانہ لفظ سمجھ لیا گیا ہے اور گروہ پرستی، دھڑے بندی کا وہ بہتان اِس پر تھوپا جا رہا ہے جس سے اِس کی پاک فطرت ہمیشہ گھن کرتی رہی ہے۔

''مسلم'' کی جگہ اگر ماننے والے، مان جانے والے، گردن جھکا دینے والے کا لفظ اِستعمال کریں (کیونکہ لفظ مسلم کے یہی معنی ہیں) تو ہم ''اِسلام'' کے اَصل مطلب اور منشاء سے زیادہ قریب ہو جائیں گے اور اِس کی فطرت کی جھلک ہمارے سامنے آجائے گی۔

اِسلام کیا ہے :

''اِسلام'' پوری دُنیا اور دُنیا کی تمام حقیقتوں میں یعنی پوری کائنات میں ایک قانون جاری ہے اِس کو ''قانونِ فطرت'' کہا جاتا ہے اِس قانون کے کچھ تقاضے ہیں، کچھ نتیجے ہیں، اِس کا ایک پس منظر اور بیک گراؤنڈ ہے، اُس پس منظر (بیک گراؤنڈ) کو اور اِس کے تقاضوں اور نتیجوں کو مان لینا اور اُن کے سامنے گردن جھکا دینا ''اِسلام'' اور اُس سے اِنحراف و اِنکار ''کفر'' ہے۔

سچائی ایک ہی ہے اور ہمیشہ ایک ہی رہی گی کیونکہ قانونِ فطرت ایک ہی ہے وہ اَٹل ہے اُس کا بیک گراؤنڈ اَمٹ ہے اِس قانون کے تقاضے اور اُن کے نتیجے ہمیشہ یکساں رہے ہیں اور یکساں رہیں گے لہٰذا جو حقیقت اور حق (سچ) ہے وہ بھی ایک ہی رہا ہے اور ایک ہی رہے گا اور سب کے لیے

ایک ہی رہے گا، یہ سچائی دھرم ہے جس کو عربی میں ''دین'' کہا جاتا ہے یہی دین قرآن کے الفاظ میں ''اِسلام'' ہے ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ﴾

نبی اور پیغمبر :

اِسی سچائی کو پھیلانے کے لیے ناسمجھوں کو سمجھانے اور ہٹ دھرموں پر حجت تمام کرنے کے لیے خدا کے وہ پاک بندے آئے جن کو رسول، پیغمبر، پروفٹ، رشی یا منی کہا جاتا ہے جن کو ہر فرقہ ہر قوم اور دُنیا کی ہر ایک اُمت اور ملت تسلیم کرتی ہے مگر جس طرح قدرت نے دامنِ نور کی سلوٹوں میں اَندھیری لپیٹ دی ہے، پھلوں اور پھولوں کی کروٹوں میں کانٹے اور جھاڑ لگا دیے ہیں اِسی طرح سچائی کے مقابلہ میں غرور، تکبر اپنی بڑائی، خودغرضی، من کی چاہ، لالچ، دَھن دولت اور پرانی ریت کی ناپاک محبت، لکیر کے فقیر بنے رہنے کی عادت اور اِس طرح کی خراب خصلتوں کے کانٹے بھی بو دیے اور اِس طرح کی اَندھیریاں بھی پیدا کردیں جو اپنے اپنے وقت پر اُبھریں اور پھیلیں جنہوں نے سچائی کے پاک وصاف نور کو دُھندلا کردیا اور وہ حق و سچ جو سب جگہ اور ہر حال میں یکساں تھا اُس کو نسل، جغرافیہ یا رنگ ورُوپ کے گھروندوں میں بند کر کے اُس کا حلیہ بگاڑ دیا مثلاً

اِسرائیل (یعقوب علیہ السلام) کی اَولاد نے (جن کو بنی اِسرائیل کہا جاتا ہے) سچائی اور حق کو اپنی گھر کی جاگیر بنالیا، اُس کی تمام برکتیں بنی اِسرائیل کے لیے مخصوص کردیں۔

یہودا (یعقوب علیہ السلام کے بڑے لڑکے) کے نام پر یہودیت کا ایک ڈیزائن تیار کیا اور اُسی کو سچائی کی کسوٹی اور نجات کا پروانہ قرار دے دیا۔

عیسائیوں نے اِن کے مقابلہ میں کسی قدر وسعتِ نظر سے کام لیا، سچائی کو خاندان کے گھروندوں میں بند نہیں کیا مگر اپنے مذہب کا نام عیسائیت اور مسیحیت رکھ کر سچائی اور نجات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات اور اُن کی شخصیت کے ساتھ اِس طرح جوڑ دیا کہ اُصول پرستی اور حق شناسی ختم ہوگئی یا ایک ضمنی او ذیلی چیز بن کر رہ گئی اور لازمی طور پر دھڑے بندی اور فرقہ پرستی کا بیج اِنسانیت

کی کھیتی میں بویا گیا۔

لیکن اِن گروہ پرستوں اور دھڑے بندیوں سے بلند ایک اور چیز بھی ہے جس کا نام ''اِنسانیت'' ہے جس کی تفسیر ہے اُصول پسندی، شرافت، رحم وکرم، عدل و اِنصاف اور اَعلیٰ اَخلاق کو عملی جامہ پہنانا، جو ایسی بلند و بالا ذات کی طرف رہنمائی کرتی ہے جو اِنسان اور اِنسانیت کا خالق اور پروردگار اور تمام کائنات کا رب اور مالکِ حقیقی ہے۔ اِس اِنسانیت کا فیصلہ ہے کہ اِنسان اپنے رب کے سامنے گردن جھکائے، اُس کی بڑائی کا سکہ دِل اور دماغ پر جمائے، اُس کے اِحسانات کو پہچانے اور شکر گزار بنے۔

یہ اِنسانیت رنگ نسل اور جغرافیہ کی حد بندی سے آزاد ہے، ہر ایک اِنسان میں مشترک ہے وہ صرف اُس کو نظروں سے گراتی ہے جو اپنے آپ کو اِنسانیت سے گرائے جو اِنسانیت کے تقاضوں کو پامال کرے اور خود اپنے ہاتھوں ذلیل ہو۔

یہ اِنسانیت مرد اور عورت کا صرف وہی فرق قبول کرتی ہے جو قدرت نے اُن کی فطرت میں رکھ دیا ہے یہ فرق کمزوری اور نزاکت کا فرق ہے جو لازمی طور پر صنفِ نازک (عورت) کو رحم، مہربانی اور ناز برداری کا حقدار قرار دیتا ہے یہ فرق عورت کو ذلت خواری یا اِنسانی زندگی کے کسی شعبہ میں پسماندگی کا مستحق نہیں بناتا۔

یہ اِنسانیت اُس غرور سے نفرت کرتی ہے جو دولت، سرمایہ یا حکومت اور اِقتدار کی وجہ سے پیدا ہو۔ وہ ہر ایک دولت مند (پونجی پتی) اور ہر ایک صاحب اِقتدار سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اچھی طرح پہچان لے کہ اَوّل اور آخر وہ اِنسان ہے، اِنسانی برادری کا ایک فرد ہے، اِس کے بعد وہ اِس کا اِعتراف کرے کہ جو دولت اُس کے ہاتھ میں ہے یا اِقتدار کی جس کرسی پر وہ رونق اَفروز ہے وہ محض قدرت کا اِحسان اور اُس کا اِنعام اور فضل و کرم ہے جس کی بناء پر اُس کا فرض ہے کہ وہ اِنسانوں کا ہمدرد، اِنسانیت کا خادم اور اپنے پیدا کرنے والے کا اِحسان ماننے والا اور شکر کرنے والا بنے، نہ یہ کہ وہ ظالم، جابر، خود غرض، ذخیرہ اَندوز، لالچی اور بخیل بن کر دولت کی تجوریوں پر اَژدھے کی طرح کنڈل

مار کر بیٹھ جائے۔

اِس اِنسانیت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنوں، پرایوں، رشتہ داروں، پڑوسیوں، محلّہ داروں اور اہلِ شہر کا حق پہچانے اور جس کا جو حق ہو اُس کو اَدا کرنے کے لیے مستعد اور سرگرم رہے۔

اِس انسانیت کا تقاضا ہے کہ وہ چاند، سورج، آسمان وزمین، اِنسان وحیوان غرض دُنیا کے اِس کارخانے کو عبث اور بیکار نہ سمجھے۔ خود اپنے نفس کو آزاد، منہ چُھٹ، بے لگام نہ قرار دے بلکہ یہ یقین کرے کہ اُس کا ہر فعل وعمل اور ہر ایک قول ایک تخم ہے اور جس طرح گندم سے گندم اور جو کے بیج سے جو ہی پیدا ہوتا ہے اِسی طرح اُس کے عمل وقول کا وہ نتیجہ لازم طور پر رُونما ہوگا جو قدرت نے اُس عمل کے لیے مخصوص کر دیا ہے جو خود اُس پر اور اُس کے اَنجام اور مستقبل پر اَثر ڈالے گا۔

پس تقاضاءِ اِنسانیت یہ ہے کہ اِنسان اپنے ہر ایک عمل اور اُس کے نتیجے پر نظر رکھے اور کسی وقت بھی پاداشِ عمل سے غافل نہ ہو۔

اِنسانیت کی یہ وہ تفسیر ہے جس سے دُنیا کا کوئی مذہب اور سنجیدہ اِنسان اِنکار نہیں کر سکتا۔

آپ یقین فرمائیے اِسی انسانیت کا دُوسرا نام ''اِسلام'' ہے جو اِس اِنسانیت کے تقاضے ہیں وہی اِسلام کے فرائض ہیں۔ یہ اِنسانیت جن باتوں اور جن تقاضوں کا مطالبہ کرتی ہے وہی بعینہٖ اِسلام کے مطالبات ہیں۔

اِنسانیت کے تقاضے آپ پہلے پڑھ چکے ہیں اَب اِسلام کے مطالبات ملاحظہ فرمائیے :

مطالباتِ اِسلام :

(۱) اِسلام کا پہلا مطالبہ یہ ہے کہ اِنسان اُس ہستی کا اِعتراف واِقرار کرے جس نے اِس پورے عالم کو پیدا کیا اور اِس کا وہ قانون بنایا جس کو ''قانونِ قدرت'' اور ''فطرت'' یا ''نیچر'' کہا جاتا ہے۔

(۲) پھر اگر آپ قانونِ قدرت میں ''اصولِ اِرتقا کو'' تسلیم کرتے ہیں تو آپ کا اَخلاقی اور اِنسانی فرض ہے کہ آپ یہ بھی مانیں اور تسلیم کریں کہ خود آپ کا عمل اور کردار بھی قانونِ اِرتقاء سے آزاد

نہیں ہے۔ اچھا کردار ترقی کر کے جنت اور سُورگ کی نعمتوں کی شکل اِختیار کرے گا اور برا عمل و کردار قدرتی اِرتقاء کے ساتھ نرک اور دوزخ کی مصیبت بن جائے گا۔

(۳) اِسلام اُس ہستی کا جو خالقِ کائنات ہے اِس طرح تعارف کراتا ہے کہ وہ رب العالمین اور الرحم الراحمین ہے کائنات کے تمام طبقوں کا پیدا کرنے والا پالنے اور پوسنے والا، تمام مہربانوں میں سب سے زیادہ مہربان، تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا یعنی اِنسان اور اُس کے خالق اور مالک کا باہمی رشتہ محبت اور رحم و کرم کا رشتہ ہے وہ پروردگار ہے یہ پروردہ، وہ پالنے والا ہے اور یہ ایسا پالتو (پلا ہوا) کہ جب اُس کا وجود ایک جرثومہ (کیڑے) کی شکل میں نہایت مہین اور حقیر تھا [1] جو ایک ایسی وہمی سی چیز تھا جس کا نظر آنا بھی مشکل تھا، تب سے ہی اِس کی پرورش شروع ہوئی، اُس وقت سے مناسب غذا فراہم کی گئی، اُس کی ضروریات کی ذمہ داری لی گئی اور اِس محبت، شفقت، دانشمندی اور ایسی بے نظیر ہنرمندی کے ساتھ کہ ممکن نہیں ہے کہ عالمِ وجود میں اِس کی کوئی نظیر کہیں مِل سکے۔ اِس کی ایک مثال یہ ہے کہ جیسے ہی اُس کی وِلادت ہوئی اُس کے لیے مناسب غذا کا اِنتظام اِس طرح کر دیا گیا کہ کسی بھی زحمت اور محنت کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

دیکھئے ! ماں کی مامتا بے چین ہو کر بڑی محبت سے اُس ننھے بچے کو چھاتی سے لگاتی ہے اُس محبت اور پیار کے وقت جہاں اُس کا منہ رہتا ہے، ٹھیک اُسی مقام پر قدرت نے دُودھ کے دُھنے (کوزے) بھر کر رکھ دیے ہیں، یہ ننھا سا بچہ کچھ نہیں جانتا تھا کسی چیز کی اُس کو خبر نہیں تھی مگر قدرت نے اُس کو پیدائش کے ساتھ ہی یہ سکھا دیا تھا کہ کس طرح ماں کے دُودھ کو منہ میں لے اور کس طرح اُس کو چوس کر دُودھ نکالے اور پیٹ میں پہنچائے جہاں وہ خودکار مشین کام کر رہی ہے جو اُس دُودھ کو چھان کر صاف کر کے پکاتی ہے جس کی اسٹیم جان کا کام دیتی ہے اور جس کے مدبَر شدہ اور صاف کردہ اَجزاء تن بدن کا جز بن جاتے ہیں۔

(۴) ہمیں اِس بحث کی ضرورت نہیں ہے کہ اِنسان کی پیدائش کس طرح ہوئی، وہ پہلے سے

---

[1] جو قطرہ (نطفہ) کا بہت ہی اَدنیٰ سا جز تھا۔

اِنسان تھا یا بندر سے اِنسان بنا۔ اِسلام جو تصور پیش کرتا ہے اور جس عقیدہ کی تعلیم دیتا ہے وہ یہ کہ رنگ ونسل کے جملہ اِمتیازات اور جغرافیہ کی تمام حد بندیوں سے بالا ہو کر یہ تسلیم کرو کہ تمام اِنسان ایک ماں باپ کی اَولاد ہیں۔ (قرآنِ حکیم سورۂ حجرات آیت ۱۳)

اُن کا آپس میں ایک ہی رشتہ ہو سکتا ہے یعنی اُخوت، بھائی چارہ اور مساوات۔

(الف) دُنیا کے دانشوروں نے اِنسان کی تفسیر یہ کی تھی کہ وہ ''حیوانِ ناطق'' ہے یعنی تمام حیوانات اور جانوروں کی طرح وہ بھی ایک جاندار جس کی خصوصیت صرف یہ ہے کہ اِس میں تحقیق وتفتیش اور ریسرچ کی قوت بھی ہے جو اور حیوانات میں نہیں ہے۔ اِسلام اِس تعریف کو اِنسان اور اِنسانیت کے لیے عار سمجھتا ہے وہ یہ توہین گوارا نہیں کرتا کہ اِنسان کو بھی شیر بھیڑیے یا اُونٹ اور ہاتھی کی طرح ایک جانور کہا جائے وہ کہتا ہے کہ ''اِنسان'' بہت اُونچی حقیقت ہے ایسی اُونچی حقیقت جو بحر و بر، صحراء وسمندر، خشکی اور تری کی تمام مخلوق سے زیادہ باعزت اور واجب الاحترام ہے۔ (بنی اِسرائیل:۷۰)

(ب) ایسی اُونچی حقیقت کہ نہ صرف بحر و بر بلکہ پوری فضاء اور فضا سے اُوپر بھی کوئی مخلوق ہے تو اُن سب پر اِس کو اِقتدار بخشا گیا ہے، وہ جس کو چاہے مسخر کر سکتا ہے جس کو چاہے اپنے کام میں لا سکتا ہے۔ (سورۂ جاثیہ آیت ۱۳۔ سورۂ لقمان آیت ۳۰)

(ج) ایسی اُونچی حقیقت کہ وہ خلیفۃ اللہ فی الارض ہے یعنی اِس تمام کائنات کے خالق اور مالک نے اُس کو اِس تمام مخلوق پر جس کا تعلق زمین کی دُنیا سے ہے اپنا نائب بنایا ہے اور اُس کو اِس تمام مخلوق پر مالکانہ تصرف کا اِختیار دیا ہے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۳۰۔ سورۂ لقمان آیت ۲۰)

(د) ایسی اُونچی حقیقت جس سے بلند صرف خالقِ کائنات اور پیدا کرنے والے کی ذات ہے لہٰذا وہ صرف اُسی ایک ذات کا پرستار ہوگا اُس کے علاوہ اگر کسی اور کی پرستش کرتا ہے تو وہ خود اپنی توہین کرتا ہے کہ اپنی عظمت اور بڑائی کو ذلت کے گڑھے میں ڈال لیتا ہے۔ (سورۂ حج آیت ۳۱)

(۵) عورت بھی اِنسان ہی ہے وہ بھی اُسی عظمت کی مستحق ہے مرد اور عورت میں فطرت نے ایک فرق رکھا ہے جس کی وجہ سے اُس کو ''صنفِ نازک'' کہا جاتا ہے یعنی اِنسان کی وہ شاخ جو اپنی

فطرت میں کمزور ہے مگر اِس کمزوری کی بنا پر اُس کو حقیر اور ذلیل نہیں کہا جا سکتا بلکہ مرد پر لازم کیا جائے گا کہ اُس کی حفاظت کرے اُس کی ضروریات کا ذمہ دار بنے۔ (سورۂ نساء آیت ۳۴)

اِس کمزوری کی بناء پر وہ مستحق نفرت نہیں بلکہ مستحقِ شفقت، مستحقِ رحم، دلداری اور ایسی رفاقت کی مستحق ہے کہ آپ اُس کی پوشاک ہوں اور وہ آپ کی پوشاک ہو۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۷)

اُس کی کمزوری کی بناء پر وہ کسی حق سے محروم نہیں کی جا سکتی بلکہ اُس کے بھی اِسی طرح حق ہیں جس طرح مردوں کے حق عورتوں پر ہیں۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۲)

(۶) اِسلام رحم و کرم کا ایک وسیع تصور پیش کرتا ہے اور صرف اِنسانوں ہی پر نہیں بلکہ ہر جاندار پر رحم کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اُس کا اِصرار ہے کہ اگر تم اپنے لیے قدرت کی رحیمانہ فیاضیوں کو ضروری سمجھتے ہو تو اُس کا گُر یہ ہے کہ تم رحمت کی بارش دُوسروں پر کرو، تم خلقِ خدا کے لیے پیکرِ رحمت بن جاؤ، معاف کرو، درگزر کرو، کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا کو تم کو معاف کرے۔ (سورۂ نور آیت ۲۲، ۲۴)

اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ . (مشکوۃ شریف : ۴۹۶۹)

'' زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔''

(۷) اِسلام نے بار بار اِعلان کیا ہے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو اُس کا اِمتحان یہ ہے کہ تم خلقِ خدا سے محبت کرو اُس کے لیے اپنی ہمدردی کا دامن پھیلاؤ اور یہ سمجھو کہ یہ تمام مخلوق جو تمہارے سامنے ہے اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اُس کا پروار اور کنبہ ہے۔

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ (مشکوۃ :۴۹۹۸)

''اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب (اور پیارا) وہ ہے جو اُس کے کنبے (پروار) پر اِحسان کرے۔''

(۸) اِسلام نے ذات برداری کے اِمتیاز پر کاری ضرب لگائی۔ اُس نے بڑے زور سے اور پوری مضبوطی سے اِعلان کیا کہ تمہیں اِس پر ہرگز غرور اور گھمنڈ نہ کرنا چاہیے کہ علماء فضلاء یا نبی اور رسول تمہاری برداری اور تمہاری سرزمین ہی میں آئے ہیں، دُنیا کی کوئی اُمت ایسی نہیں ہے جس میں نیک اور

پاکباز اِنسانیت کے سچے خادم اور خدا کے مقبول بندے نہ گزرے ہوں۔

ہر ایک اُمت (اِنسانی گروہ، قوم) میں نبی گزرے ہیں۔ (سورۂ فاطر آیت ۲۴)

ہر قوم کے لیے ہادی اور رہنما ہوئے ہیں۔ (سورۂ رعد آیت ۷)

(۹) یہ تمام پاکباز، خادمِ اِنسانیت، سچائی کے ماننے والے اور پھیلانے والے واجب الاحترام ہیں، اُن سب کو مانو اُن سب پر اِیمان لاؤ جس طرح محمد (ﷺ) پر لاتے ہو۔ اِسلام قطعًا برداشت نہیں کرتا کہ خدا کے کسی سچے بندے کی توہین ہو، اِسلام اِس کو کفر قرار دیتا ہے۔ (النساء : ۱۵۰، ۱۵۲)

(۱۰) اِسلام کا حکم ہے کہ تمام برگزیدہ اور مقبول بندوں کے اِحترام کے لیے سینوں کے دَروازے کھول دو تاکہ اِنسانیت کی عظمت دِلوں میں جگہ کرے، محبت اور بھائی چارہ کا رشتہ ساری دُنیا میں پھیلے اور مظبوط ہو۔ ہمہ گیر اَمنِ عالم کی فضا جنم لے، بڑھے اور پھولے پھلے، بھائی چارہ کے باغ میں بہار آئے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۸۵)

(۱۱) اگر تاریخی اَفسانے کسی رہنما کی صورت بگاڑ کر پیش کرتے ہیں لیکن ہزاروں لاکھوں اِنسان اُس رہنما کا اِحترام کر رہے ہیں تب بھی تمہارا فرض ہے کہ اِحترام کرنے والوں کے جذبات کا اِحترام کرو۔ آئینہ تاریخ کے مقابلہ میں اُن جذبات کے آبگینے بہت زیادہ قابلِ وقعت ہیں، کوئی ایسا لفظ زبان سے اَدا نہ کرو جس سے اُن کو ٹھیس لگے۔ (سورۂ اِنعام آیت نمبر ۱۰۸)

(۱۲) دھرم اور مذہب کا نام : ایسا کوئی بھی نام جس سے مساوات واُخوت کی ہموار سطح پر نشیب و فراز پیدا ہو، اِسلام کے منشاء کو پورا نہیں کرتا کیونکہ اِس سطح پر جو اِنسانی شخصیت سامنے آئے گی خواہ وہ کتنی ہی مقدس اور پاک وصاف ہو کسی نہ کسی قسم کا نشیب و فراز ضرور پیدا کردے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام بودھ [۱] یا حضرت محمد ﷺ کا نام بھی قابلِ برداشت نہیں، کیوں ؟ اِن ناموں کے ساتھ شخصی، قبائلی، نسلی یا جغرافیائی اِمتیازات ضرور ملیں گے جو ہمہ گیر مساوات واُخوت اور ہمہ گیر اِنسانیت کے دامن میں کوئی شکن ضرور ڈالیں گے۔

---

[۱] بدھ مذہب کا پیرو

لہٰذا صرف وہ تعبیر قابلِ برداشت اور صحیح ہو سکتی ہے جو مساوات و اُخوتِ عام کی ہمدوش اور اِنسانیت کی طرح ہمہ گیر ہو، اِس سے اگر کوئی چیز نمودار ہو تو وہ ہے حقیقت پرستی اور حق آگاہی۔

یہ عام تعبیر کیا ہے ؟ ''ماننا'' تسلیم کرنا جس کی عربی ''اِسلام'' ہے، صداقت پر یقین و اِعتقاد رکھنا جس کا عربی نام ''اِیمان'' ہے۔ دُوسری تعبیر اگر اِس کی ہو سکتی ہے تو قدرتی مذہب اور نیچرم دھرم یعنی ''دینِ فطرت''

اِن کے علاوہ یہ بھی گوارا نہیں کہ مسلم کو ''محمڈن'' کہا جائے یہ نام اِسلام یا قرآن نے اِیجاد نہیں کیا بلکہ یہ اُن کی اِیجاد ہے جو پہلے سے اِنسانیت کی چادر کو یہودیت یا عیسائیت کی مقراض [1] سے پارہ پارہ کر چکے ہیں غالبًا اُس کی تہہ میں یہ جذبہ کام کر رہا ہے کہ جو گناہ خود اُن گروہوں اور ٹولیوں نے کیا ہے وہ زبردستی اِسلام کے سر تھوپ دیں مگر اِسلام کی تعلیم اور اللہ کا کلام اِس سے پاک دامن ہے۔

(۱۳) اِسلام جس طرح کسی نسلی یا قبائلی غرور کو برداشت نہیں کرتا اِسی طرح وہ دولت و ثروت کے گھمنڈ، اِقتدار یا حکومت کی نخوت کو بھی سراسر لعنت قرار دیتا ہے، تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں نہایت اِختصار کے ساتھ اِن تین الفاظ سے اِسلام کے حقیقی رُجحانات اور اُس کی ہمہ گیر اُخوت و مساوات کا اَندازہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱) شیطان (۲) فرعون (۳) قارون

قرآنِ حکیم نے اِن تینوں پر اِتنی لعنتیں برسائیں کہ عام بول چال میں یہ نام گالی تصور کیے جانے لگے، اِن کی حقیقت کیا ہے ؟ وہ زیر بحث نہیں ہے قرآنِ حکیم جس بناء پر اِن کو مستحقِ لعنت قرار دیتا ہے وہ تین چیزیں ہیں۔

(۱) غرورِ نسل (۲) غرورِ اِقتدار (۳) غرورِ دولت

نسلی غرور کا دیو ''شیطان'' ہے، ملوکیت کا مجسمہ ''فرعون'' اور ایسا سرمایہ دار کہ دولت و ثروت کا گھمنڈ اُس کے دِل کو پتھر بنادے وہ ''قارون'' ہے۔

---

[1] قینچی

یہ تین غرور اِنسانیت کی مقدس سطح میں اُونچ نیچ اور نشیب و فراز کے گڑھے ڈال کر یکسانیت اُخوت اور مساوات کو پارہ پارہ کر ڈالتے ہیں لہٰذا اِنسانیت کی نظر میں بھی مردُود و ملعون ہیں، وہ خدا جو اِنسانیت کو بہترین دولت و نعمت بتاتا ہے اُس کی نظر میں بھی معتوب و مبغوض ہیں۔

(۱۴) سیاسی دُنیا کے وزراءِ اعظم جو ایٹمی بموں کی ہولناکیوں سے لرزہ بر اَندام ہیں، اُن کے دِلوں سے پوچھو کیا وہ مذکورہ بالا اُصول کے لیے ''رحمت'' کے سوا اور کوئی لفظ بھی تجویز کر سکتے ہیں یہی رحمت ہے جس سے سارے عالم بلکہ کائنات کے تمام عالموں کو ہمکنار کرنے کے لیے وہ آخری نبی مبعوث کیا گیا جس کا لقب رحمۃ للعالمین ہے (ﷺ) ﴿ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾

(۱۵) آخر میں ایک بات سن لیجیے ''جہاد'' کے لفظ سے دُنیا کو وحشت زدہ کر کے مسلمانوں نے نہیں بلکہ اُن کے مخالفین نے بہت کچھ پروپیگنڈا کیا لیکن یہ سارا پروپیگنڈا غلط اور ناکام ثابت ہوا کیونکہ جہاد کے جو معنی بیان کیے گئے اِسلام کا دامن اُن سے پاک ہے۔

جہاد کی غرض و غایت اور اُس کا دستور العمل جو قرآنِ حکیم نے بیان فرمایا یونائیٹڈ نیشنز (اقوامِ متحدہ) کا بین الاقوامی چارٹر آج تک اُس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکا۔

آزادیٔ ضمیر، آزادیٔ رائے و فکر، یہ ہے مقدس نصب العین جس کے لیے اِسلام جہاد فرض کرتا ہے ﴿ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ ﴾ (سُورہ حج : ۴۰)

اگر دفاع اور ڈیفنس کا قاعدہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں جاری نہ کرتا تو آزادیٔ ضمیر ختم ہو جاتی۔

اور گرجے، مندر، خانقاہیں، نماز و عبادت اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے سب تباہ و برباد کر دی جائیں۔

یہ ہے ڈیفنس (defence) اور دفاع کا مقصد۔ اَب اِیفنس (effence) اور اِقدام کا مقصد ملاحظہ فرمائیے :

﴿ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ﴾ (سُورۃ البقرۃ : ۱۹۳)

''طاغوتی طاقتوں سے جنگ کرو یہاں تک کہ (جبر وقہر کا) فتنہ نہ رہے اور دین (دباؤ اور زور کا نہیں) بلکہ خالص اللہ کے لیے ہو جائے۔''

یعنی زیر دستوں اور پسماندوں کو یہ موقع مِل سکے کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے مستقبل اور اپنے اَنجام کے متعلق غور وغوض کر کے فیصلہ کر سکیں۔ بایں ہمہ قرآنِ حکیم میں ''جہادِ کبیر'' اُس کو کہا گیا ہے جو اَخلاقی قوت سے ہو ﴿ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا﴾ (سُورة الفرقان : ۵۲)

اِسلامی تعلیمات.......اَمنِ عالَم کا بہترین فارمولا :

اُوپر کے صفحات میں جن تعلیمات کی طرف اِشارے کیے گئے ہیں اُن کے متعلق قرآنِ حکیم کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے اور غور فرمائیے کہ آج دُنیا اگر اَمن کے لیے بے چین ہے تو کیا اِن تعلیمات سے بہتر اور تعلیمات ہو سکتی ہیں جو اَمنِ عالَم کا فورمولا بن سکیں۔

یہ بھی خیال فرمائیے کہ جو تعلیمات پیش کی جارہی ہیں قرآنِ حکیم میں اُن کو بار بار دہرایا گیا ہے اور اُن کے متعلق قدرتی مشاہدات تاریخ کے مسلمہ واقعات اور خود اِنسان کے فطری اِحساسات سے نہایت مؤثر اور بلیغ اَنداز میں اِستدلال کیا گیا ہے ہم نے تمام آیتوں کو پیش نہیں کیا بلکہ صرف ایک آیت کسی جگہ دو آیتوں کے حوالہ کو کافی سمجھا ہے۔

توحید :

''اللہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے (کسی کی اُس کو ضرورت نہیں ہے، ہر ایک ضرورت اور اِحتیاج سے وہ پاک ہے) اُس کی اَولاد نہیں نہ وہ کسی کی اَولاد ہے، نہ کوئی اُس کا ہمسر اور اُس کے برابر ہے۔'' (سورۂ اِخلاص)

''اُس کو کسی کے ساتھ تشبیہ نہیں دی جا سکتی کیونکہ اُس جیسا کوئی نہیں ہے کوئی چیز اُس کے مثل نہیں ہے نگاہیں اُسے نہیں پا سکتیں وہ تمام نگاہوں کو پا رہا ہے وہ بڑا ہی لطیف اور ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔'' (سورۂ شوریٰ آیت نمبر ۱۱)

''اُس کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمینوں پر، وہی حیات دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔'' (سورۂ اَنعام آیت ۱۰۲)

''ہر چیز پر قادر ہے، وہی پہلے ہے وہی پیچھے، وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی اور وہی ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔'' (سورۂ حدید آیت ۲،۳)

جتنے نبی اور رسول آئے اُن سب کی تصدیق کرو اور اِیمان لاؤ :

ہر قوم کے لیے رہنما ہوئے ہیں۔ (سورۂ رعد آیت ۷)

ہر ایک اُمت (اِنسانی گروہ، قوم) میں نبی گزرے ہیں۔ (سورۂ فاطر آیت ۲۴)

جتنے نبی گزرے ہیں بلا تفریق سب پر اِیمان لانا ضروری ہے (سورۂ بقرہ آیت ۱۳۶ (خلاصہ)۔ سورۂ بقرہ آیت ۲۵۸ (خلاصہ)۔ سورۂ آلِ عمران آیت ۸۴ (خلاصہ)۔

وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اُن میں سے بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔ (سورۂ نساء آیت ۱۵۰ (خلاصہ)۔

اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولوں پر اِیمان لائے اور اُن میں سے کسی ایک کو بھی دُوسرے سے جدا نہیں کیا (کہ اُس کو نہ مانا ہو) تو بلا شبہ ایسے ہی لوگ ہیں (جو سچے مومن ہیں) ہم عنقریب اُنہیں اُن کے اَجر عطا فرمائیں گے۔ (سورہ نساء آیت ۱۵۱)

اَنبیاء اور رسولوں کی حیثیت :

تمام اَنبیاء اور رسولوں کا یہی قول رہا ہے ہم اِس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہاری طرح کے آدمی ہیں لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل اور اِحسان کے لیے چن لیتا ہے۔ (سورۂ اِبراہیم آیت ۱۱)

رواداری :

جو لوگ خدا کے سوا دُوسری ہستیوں کو پکارتے ہیں تم اُن کے معبودوں کو برا بھلا نہ کہو (اُن کے حق میں بدکلامی نہ کرو) پھر وہ بھی حد سے بڑھ کر بے سمجھے اللہ تعالیٰ کو برا کہنے لگیں گے۔

قدرت نے اِنسان کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ فکر و عمل اور سب کے سوچنے کا ڈھنگ ایک نہیں ہوتا، ہر گروہ اپنی سمجھ کے بموجب اپنی رائے رکھتا ہے۔

تمہاری نظر میں اُس کی راہ کتنی ہی بری ہو مگر اُس کی نظر میں وہ ایسی ہی اچھی ہے جیسی تمہاری نظر میں تمہاری راہ اچھی ہے پس ضروری ہے کہ اِس بارے میں برداشت اور رواداری سے کام لو، جس بات کو تم اچھا سمجھتے ہو اُس کی دعوت دو مگر اِس کی کد نہ کرو سب لوگ تمہاری بات مان ہی لیں، تم اُن پر پاسبان نہیں بنائے گئے ہو، نہ تم پر اِس کی ذمہ داری ہے کہ دُوسرے کو ضرور ہی نیک بنادو۔ (خلاصہ آیات ۱۰۳، ۱۰۸ سورۂ اَنعام۔سورہ ہود آیت ۱۱۸)

دین و مذہب دِل سے ہے۔ زور، زبردستی نہیں :

دین کے معاملہ میں زور زبردستی کا کوئی موقع نہیں، کسی طرح کا جبر و اِکراہ دین کے بارے میں جائز نہیں۔ دین کی راہ دِل کے اِعتقاد اور یقین کی راہ ہے اور دِل کی تبدیلی خیر خواہانہ نصیحت اور ہمدردانہ دعوت اور تفہیم سے ہوتی ہے زور ظلم سے نہیں ہوتی۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۵۵۔سورۂ یونس آیت ۹۹)

اِنسان کا درجہ اور مقصد :

تمام دُنیا اِنسان کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۸۔سورہ جاثیہ آیت ۱۲، ۱۳)

اِنسان خدا کی عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ (سورۃ الذاریات آیت ۵۶)

اِنسان دُنیا میں خدا کا خلیفہ اور نائب ہے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۹)

جو اِنسان اپنی حقیقت اور خداداد حیثیت نہیں پہچانتے وہ اِس گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ فرشتوں کو دیوتا مان کر اُن کی پوجا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ رب العالمین اور خالقِ کائنات نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ سجدہ کریں چنانچہ سب نے سجدہ کیا، صرف ایک نے چوں چرا کی تو وہی راندۂ درگاہ ہو گیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محروم و مردُود ملعون ہو گیا۔ (سورۂ بقرہ آیت ۳۳۔سورۂ اَعراف آیت ۱۱، ۱۲۔سورۂ حجرات آیت ۲۹، ۳۴۔سورۂ ص آیت ۷۱ تا ۷۵)

پس اِنسان کے لیے کسی طرح بھی جائز نہیں کہ وہ خدا کے علاوہ کسی کے سامنے ماتھا ٹیکے، یہ شرک ہے، شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ (سورۂ لقمان آیت ۱۳)

خود اپنے اُوپر ظلم سب سے بڑی خودکشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو ہر ایک مخلوق پر عزت بخشی اور یہ مخلوق کے سامنے پیشانی رگڑ رگڑ کر اپنی عزت خاک میں مِلا رہا ہے اور اپنی اِنسانیت کو فنا کے گھاٹ اُتار رہا ہے۔

اِنسانی بھائی چارہ :

اے اِنسانوں ! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف گوت اور مختلف خاندانوں میں اِس لیے بنا دیا کہ ایک دُوسرے کو شناخت کرسکو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سب میں بڑی عزت والا (بڑا شریف) وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ (سورۂ حجرات آیت ۱۳)

اے اِیمان والو! نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب ہے وہ اُن سے (ہنسنے والوں سے) بہتر ہوں۔ اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب ہے وہ اُن سے بہتر ہوں۔ نہ ایک دُوسرے کو طعنہ دو، نہ ایک دُوسرے کو برے لقب سے پکارو (سورہ حجرات آیت ۱۱) نہ ایک دُوسرے کی پیٹھ پیچھے برائی کرو۔ (سورۂ حجرات آیت ۱۲)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اور عاجزی سے کام لو، ایسا نہ ہو کہ کوئی مرد کسی مرد کے مقابلہ میں فخر کرے اور بڑائی جتائے ، نہ یہ کہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔ (مسلم شریف)

یہ اِسلامی تعلیم سے پہلے زمانۂ جاہلیت کی بات ہے کہ لوگ باپ دادوں پر فخر کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے نسل و خاندان کے فخر و غرور کو ختم کر دیا ہے۔ اَب اِنسان کی تقسیم اَخلاق و کردار کے لحاظ سے ہے کہ کوئی صاحب اِیمان اور پرہیز گار ہے اور کوئی بدکار و بدبخت (فاجر و شقی) تمام اِنسان آدم علیہ السلام کی اَولاد ہیں اور آدمی کی سرشت مٹی سے ہوئی ہے۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۳۴)

عورت :

تم سب کو اکیلی جان سے پیدا کیا اور اُسی سے بنایا اُس کا جوڑ تا کہ اُس کی رفاقت میں چین پائے۔(سورۂ اَعراف آیت ۱۸۹)

عورتوں کے لیے بھی اِسی طرح کے حقوق ہیں مردوں پر جس طرح کے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں کہ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کریں اَلبتہ مردوں کو عورتوں پر ایک خاص درجہ دیا گیا ہے۔(سورۂ بقرہ آیت ۲۸۸)

اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرو اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں (تب بھی تمہارا سلوک اچھا رہنا چاہیے) کیونکہ ممکن ہے تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے مگر اللہ نے اُس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو۔(سورہ بقرہ آیت ۱۹)

عدل و اِنصاف :

ایسا کبھی نہ ہو کہ کسی قوم کی دُشمنی تمہیں اِس بات پر اُبھار دے کہ تم اِنصاف نہ کرو، ہر حال میں اِنصاف کرو۔(سورۂ مائدہ آیت ۷)

نیکی کیا ہے ؟

نیکی اور بھلائی یہ نہیں ہے کہ تم عبادت کے وقت اپنے منہ پورب کی طرف پھیر لو یا پچھّم کی طرف (یا اِسی طرح کی کوئی اور رسم و رِیت پوری کر لو)

نیکی یہ ہے کہ اِنسان (اپنی شخصیت کی تعمیر اور اپنی اِصلاح کو نصب العین بنا کر) اللہ پر، آخرت کے دِن پر، فرشتوں پر، آسمانی کتابوں پر اور خدا کے نبیوں پر اور رسولوں پر اِیمان لائے، جب خود اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے اُس کا مال اُس کو محبوب ہو (تو اِیثار سے کام لے اور اُس مال کو) رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دے، غلاموں یا مقروضوں کی گردن چھڑانے میں خرچ کرے نماز پوری پابندی کے ساتھ قائم رکھے، زکوۃ اَدا کرے، اپنی بات کا سچا اور قول کا پابند رہے، جو

قول و اِقرار کرے اُس کو پوری طرح نبھائے، تنگی یا مصیبت کی گھڑی ہو یا خوف و ہراس کا وقت ہر حال میں صبر اور (ضبط و تحمل) سے کام لے ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۷۶)

حرام کام :

اے پیغمبر (ﷺ) لوگوں سے کہہ دو کہ میرے پروردگار نے جو کچھ حرام ٹھہرایا وہ تو یہ ہے کہ بے حیائی کی باتیں جو کھلے طور پر کی جائیں اور جو چھپا کر کی جائیں گناہ کی باتیں، ناحق زیادتی اور یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ جس کی اُس نے کوئی سند نہیں اُتاری، اور یہ کہ خدا کے نام سے ایسی باتیں کہو کہ جس کے لیے تمہارے پاس کوئی علم نہیں ۔ (سورۂ اَعراف آیت ۳۲)

" جہاد "

ضرورتِ دفاع :

اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرتا کہ اِنسانوں کے ایک گروہ کے ذریعہ دُوسرے گروہ کو ہٹاتا رہتا تو دُنیا خراب ہو جاتی (اَمن و اِنصاف کا نام باقی نہ رہتا) لیکن اللہ تعالیٰ سب جہانوں کے لیے فضل رکھنے والا ہے ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۵۱)

یعنی لوگوں میں اِنقلاب کی رُوح نہ ہوتی اور جو جماعت کسی حالت میں ہے وہ سدا اُسی حالت میں چھوڑ دی جاتی تو نتیجہ یہ نکلتا کہ دُنیا ظلم و تشدد اور فتنہ و فساد سے بھر جاتی اور حق و اِنصاف کا نام و نشان نہ ملتا ۔ پس اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل ہے کہ جب کوئی ایک گروہ ظلم و فساد میں منہ چھُوٹ ہو جاتا ہے تو مزاحمت کے محرکات دُوسرے گروہ کو مدافعت کے لیے کھڑا کر دیتے ہیں اور اُس کے اِقدام کو روک دیتے ہیں اور اِس طرح ایک قوم کا ظلم دُوسری قوم کی مقاومت سے رفع ہو جاتا ہے ۔

" مذہبی جنگ "

اگر نہ ہوتا ہٹا دینا اللہ تعالیٰ کا لوگوں کو، بعض کو بعض کے ذریعہ تو منہدم کر دی جاتیں راہبوں کی خانقاہیں، عیسائیوں کے گرجے، یہود کے عبادت خانہ اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ یقیناً مدد کرے گا اُس کی جو مدد کرے گا اُس کی ۔ (سورۂ حج آیت ۳۹)

یعنی بقاءِ باہم، اَمن آشتی، مذہبی آزادی اور حریت ِفکر بڑی اچھی چیزیں ہیں اِنسان اور اِنسانیت کے بنیادی حقوق ہیں مگر کسی قوم اور ملّت کو یہ اُسی وقت حاصل ہوتے ہیں اور اُسی وقت تک باقی رہتے ہیں جب اِس میں دفاع کی قوت اور طاقت ہو۔ مقصدِ جہاد یہ ہے کہ اگر بنیادی حقوق سلب ہونے لگیں تو قوت کے ذریعہ اُن کو بحال رکھا جائے اور سلب ہو چکے ہوں تو قوت کے ذریعہ اُن کو بحال کرایا جائے۔

مقصد اور منتہا :

اور اُن لوگوں سے لڑائی جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ ہی کے لیے ہوجائے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۹۳۔ سورۂ انفال آیت ۳۹)

فتنہ :

مسلمانو ! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ اللہ کی راہ میں جنگ نہیں کرتے حالانکہ کتنے ہی ایسے بے بس مرد ہیں اور کتنی ہی عورتیں ہیں کتنے ہی بچے ہیں جو فریاد کر رہے ہیں خدا ہمیں اِس بستی سے نجات دِلا جہاں کے باشندوں نے ظلم پر کمر باندھ لی ہے اور اپنی طرح سے کسی کو ہمارا کارساز بنادے اور کسی کو مددگاری کے لیے کھڑا کردے۔ (سورہ نساء آیت ۷۵)

ملاحظہ ہو حدیث اِبن عمرؓ بخاری شریف ص ۲۲۵، ص ۶۴۸، ص ۶۷۰ وغیرہ جس میں فتنہ کی بھی تفسیر کی گئی ہے جو آیت کا مفہوم اور مضمون ہے یعنی کسی قوم کا ایسا بے بس ہونا کہ وہ اپنے ضمیر کی آواز پر عمل نہ کرسکے اور جس کو وہ راہِ حق سمجھے اُس کو اِختیار نہ کرسکے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

محتاجِ دُعا نیازمند

محمد میاں

۱۲؍ جمادی الثانیہ ۱۳۸۸ھ/ ۷؍ستمبر ۱۹۶۸ء

(ماخوذ اَز : ماہنامہ انوار مدینہ ج ۱ شمارہ ۴ رجب ۱۳۹۰ھ/ ستمبر ۱۹۷۰ء)